بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

فی پرچہ ۱۰؍

یوم سہ شنبہ ۱۸ محرم الحرام ۱۳۷۵ھ

جلد ۹/۴۴ ۔ ۶ تبوک ۱۳۳۴ ہش ۔ ۶ ستمبر ۱۹۵۵ء ۔ نمبر ۲۱۰

اخبار احمدیہ

ربوہ ۵ ستمبر۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طبیعت تا حال ناساز ہے۔ رات کے پہلے حصہ میں بے خوابی رہی۔ آج صبح طبیعت میں اعصابی بے چینی محسوس ہوتی رہی۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

— حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔

— کل بعد نماز مغرب مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کا ماہانہ اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں قیادت ربوہ کی طرف سے ماہانہ رپورٹ پیش کی گئی۔ محترم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ سابق امام مسجد احمدیہ لنڈن نے یورپ کے متعلق اپنے تاثرات بیان کئے۔ بعد ازاں قائد صاحب ربوہ نے مختلف امور کے متعلق خدام کو توجہ دلائی۔

جماعت احمدیہ کے ایک ممتاز بزرگ اور ربع صدی سے زائد عرصہ تک سلسلہ کی انتھک خدمت کرنیوالی مخلص ہستی

حضرت مولوی عبد المغنی خان صاحب رحلت فرما گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ

ربوہ ۶ ستمبر۔ یہ خبر جماعت احمدیہ کے تمام حلقوں میں گہرے رنج و الم کے ساتھ سنی جائیگی۔ کہ جماعت احمدیہ کے ممتاز بزرگ اور ربع صدی سے زائد عرصہ تک سلسلہ عالیہ احمدیہ کی انتھک مخلصانہ خدمت کرنے والی ہستی یعنی حضرت مولوی عبد المغنی خان صاحب کل بعد دوپہر قریباً ستر برس کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

گذشتہ مئی سے حضرت مولوی صاحب کی طبیعت زیادہ ناساز چلی آتی تھی۔ ڈاکٹروں نے آنتوں میں کینسر تشخیص کیا تھا۔ پہلے سیالکوٹ اور پھر لاہور میں آپ کا علاج ہوتا رہا۔ لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا۔ یکم ستمبر کو آپ ربوہ تشریف لے آئے تھے۔ جہاں پر بالآخر کل بعد دوپہر ۲ بجکر ۲۹ منٹ پر آپ انتقال فرما گئے۔

حضرت مولوی صاحب مرحوم کو اس لحاظ سے سلسلہ کی تاریخ میں ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ کہ آپ کو خلافت ثانیہ کے ابتدائی ایام سے ہی نہایت ذمہ دار عہدوں پر فائز ہو کر سلسلہ کی متواتر اور مسلسل خدمت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ نظارتوں کے قیام کے بعد جماعت احمدیہ کے سب سے پہلے ناظر بیت المال تھے۔ آپ ایک لمبے عرصہ تک اس عہدے پر فائز رہے۔ اس طرح جماعت کے مالی استحکام میں آپ نے خاص حصہ لیا۔ بعد ازاں آپ ناظر دعوۃ و تبلیغ اور وکیل التبشیر کے عہدوں پر بھی کام کرتے رہے۔ آپ نے اس جانفشانی کے ساتھ ایک لمبے عرصہ تک سلسلہ کی خدمت میں حصہ لیا۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایک موقعہ پر آپ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ سلسلہ کے بوجھ اور تفکرات کی وجہ سے قبل از وقت بوڑھے ہو گئے ہیں۔

حضرت مولوی صاحب مرحوم قائم گنج ضلع فرخ آباد (یو۔پی) کے رہنے والے تھے اور خوانین کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی نادار خاں صاحب تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معتقدوں میں سے تھے۔ کالج کی تعلیم آپ نے علی گڑھ میں پائی۔ خلافت اولےٰ کے زمانہ میں آپ کو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔ غالباً ۱۱ یا ۱۲ء میں آپ ہجرت کر کے مستقل طور پر قادیان تشریف لے آئے۔ شروع میں تعلیم الاسلام ہائی سکول میں بطور سائنس ٹیچر کام کرتے رہے۔ بعد ازاں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت میں نظارتیں قائم فرمائیں۔ تو آپ جماعت کے سب سے پہلے ناظر بیت المال مقرر ہوئے اور ایک لمبے عرصہ تک اسی عہدہ پر فائز رہے نظارت کے کام کے علاوہ اکثر ہنگامی کام بھی آپ کے سپرد ہی ہوتے تھے اور آپ انہیں نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے رہے سلسلہ کی تاریخ میں آپ غالباً پہلے بزرگ ہیں۔ جنہیں متواتر ۳۵ برس مختلف نظارتوں میں مسلسل کام کرنے کی توفیق ملی۔ آپ کو اپنی زندگی کے آخری ایام میں ایک نوجوان لڑکی اور لڑکے کی وفات کے صدمے جھیلنے پڑے۔ جس کا آپ کی صحت پر بہت اثر پڑا۔ اس وقت آپ کا صرف ایک صاحبزادہ آپ کی یادگار ہے اللہ تعالیٰ اس کی عمر اور زندگی میں برکت دے۔

حضرت مولوی صاحب مرحوم کی وفات کی اطلاع ملتے ہی بزرگان سلسلہ و احباب کثیر تعداد میں آپ کے مکان پر جمع ہونے شروع ہو گئے۔ دیگر بزرگان سلسلہ کے علاوہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی امیر مقامی بھی باوجود علالت طبع کے بنفس نفیس تعزیت کے لئے تشریف لائے۔

بعض عزیزوں کے انتظار کی وجہ سے نماز جنازہ آج صبح آٹھ بجے ہوئی۔

نماز جنازہ میں بزرگان سلسلہ و احباب بڑی کثرت سے شامل ہوئے۔ تمام مقامی ادارے جنازہ کے لئے بند کر دیئے گئے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلباء بھی اپنے اساتذہ کی معیت میں شامل ہوئے۔ آٹھ بجے مقبرہ بہشتی کے میدان میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی امیر مقامی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جس کے بعد آنجہ حضرت ام المومنین نور اللہ مرقدھا کے مزار کے احاطہ کے قریب امانتاً سپرد خاک کر دیا گیا قبر تیار ہونے کے بعد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ نے اجتماعی دعا کرائی۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولوی صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے ان کی اہلیہ صاحبہ محترمہ ان کے صاحبزادے عزیز عبد المنان خان صاحب اور دیگر متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ان کا خود حافظ و ناصر ہو اور انہیں حضرت مولوی صاحب مرحوم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کی طرف سے تعزیت کا اظہار

حضرت مولوی عبد المغنی خان صاحب کی وفات پر آج مورخہ ۵ ستمبر کو صبح ۶½ بجے تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کی اسمبلی میں حسب ذیل ریزولیوشن پاس ہوا۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلباء اور عملہ سلسلہ احمدیہ کے دیرینہ مخلص اور بے نفس خادم۔ حضرت مولوی عبد المغنی خان صاحب کی وفات پر نہایت رنج و افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ اوائل میں دیگر شعبوں کے علاوہ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں بھی بحیثیت ٹیچر کام کرتے رہے۔ آپ کے بعض پرانے شاگرد آجکل بھی سکول کے سٹاف میں شامل ہیں۔ حضرت مولوی صاحب سلسلہ کا درد رکھنے والے مخلص اور سرگرم ممتاز کارکن تھے۔ آپ میں للہیت کا رنگ پایا جاتا تھا اور آپ کی طبیعت میں بے حد استغنیٰ تھا۔

آپ کی وفات سے سلسلہ کا ایک بہت ہی بزرگ اور مفید وجود ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے۔ اور جنت میں اعلےٰ مقام نصیب کرے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے آمین

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۵۵ء

آزادیٔ نسواں

موجودہ مغربی تہذیب کے فروغ نے مشرق خاصکر اسلامی ممالک میں جہاں اور سوالات پیدا کئے ہیں۔ وہاں عورت کی آزادی کا سوال بھی آجکل بڑا اہم ہے۔ یورپ میں عورت نے رفتہ رفتہ معاشرہ میں جو مقام حاصل کیا ہے۔ اس کی وجہ عام طور پر وہاں عورتوں کی آزادی کو سمجھا جاتا ہے۔ اور آزادی کا مطلب یہ لیا جاتا ہے۔ کہ یورپین عورت پردہ نہیں کرتی۔ اور جہاں چاہتی ہے آزادی سے جا سکتی ہے۔ دوسری بات یورپین عورتوں کی ترقی کی یہ سمجھی جاتی ہے۔ کہ انہیں مردوں کے دوش بدوش ایسے کام یا ملازمتیں کرنے میں کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ جو پہلے صرف مردوں کے کام سمجھے جاتے تھے۔

جو لوگ مغربی اور مشرقی معاشرہ کا موازنہ کرنے کے عادی ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یورپ کی حالیہ ترقی کا ایک سبب یہ بھی ہے۔ کہ وہاں انسانوں کا نصف حصہ یعنی عورت محض بیکار نہیں رہتی۔ بلکہ وہ بھی کام کرتی ہے۔ اور اس طرح کام زیادہ کیا جاتا ہے۔ جو ترقی کا باعث ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ کام سے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ اور عورتیں بھی اگر کام کریں۔ تو محنت کے اضافہ کی وجہ سے ترقی پر ضرور اثر پڑے گا۔ لہٰذا اصل چیز جو اس سوال کو حل کرنے کے لئے سب سے زیادہ قابل غور ہے۔ وہ یہ ہے کہ معاشرہ کی ترقی کے لئے ہماری عورتیں بھی کام کرتی ہیں یا نہیں۔ اگر وہ کام نہیں کرتیں۔ اور بیکار رہتی ہیں۔ تو یقیناً ہمارے ممالک اس نسبت سے خسارے میں رہتے ہیں۔ اور یہاں محنت ملک کے افراد کی نسبت سے کم سے کم نصف رہ جاتی ہے۔

مگر اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ جس طرح اب یورپ میں عورتیں ہر وہ کام کرتی ہیں۔ جو پہلے صرف مرد کرتے تھے۔ صرف اسی کا نام کام کرنا ہے۔ یہ مان بھی لیا جائے۔ کہ عورت ہر وہ کام کر سکتی ہے۔ جو مرد کر سکتا ہے۔ پھر بھی عورت اور مرد کی ساخت میں ایک قدرتی فرق ہے۔ اور یہ فرق ایسا ہے۔ جس کو مٹانے کی کوشش کا آخری نتیجہ یہی ہو سکتا ہے۔ کہ دنیا ہی ختم ہو جائے۔ اور نسل انسانی صفحۂ ہستی سے مٹ جائے۔

اس حقیقت کو اب یورپین عقلمند بھی تسلیم کرنے لگے ہیں۔ کہ عورت اور مرد کی ساخت میں جو فرق ہے۔ اس کی وجہ سے دونوں کے کام کی نوعیت میں بھی فرق لازمی ہے۔

مغرب نے عورت کو ہر کاروبار میں شامل کر کے جو آج تک تجربہ حاصل کیا ہے۔ اس کے بد نتائج وہ اب بُری طرح محسوس کرنے لگے ہیں۔ اور اکثر لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ کہ مغربی معاشرہ میں اس سے جو خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ ان کا کوئی حل نکالا جائے۔

فرض کیجئے کہ عورت اور مرد میں عقل اور کام سرانجام دینے کی صلاحیتوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ عورتیں بھی مردوں کی طرح اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکتی ہیں۔ وہ بھی بہادر اور شجاع ہوتی ہیں۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی دل و دماغ دیا ہے۔ ہاتھ پاؤں دیئے ہیں۔ اور وہ بھی دماغی یا جسمانی کام مردوں کے برابر کر سکتی ہیں۔ اس کو درست تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر بھی یہ سوال باقی رہتا ہے۔ کہ عورت اور مرد کا اپنے ان قویٰ کا مظاہرہ کرنے کے لئے کیا ضروری ہے کہ دونوں کا دائرہ عمل بھی ایک ہی ہو؟

اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ عورت اور مرد کے دوائر عمل کو ایک واضح لکیر کھینچنے سے الگ الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت اور مرد ایک ہی کل کے ایسے جزو ہیں جو استعارۃً کہا جا سکتا ہے۔ کہ سادہ آمیزش سے نہیں بلکہ کیمیائی آمیزش سے یکجان کئے گئے ہیں۔ یا جیسا کہ انجیل میں کہا گیا ہے۔ عورت مرد کی پسلی سے پیدا ہوئی ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ صحیح ترقی یافتہ اور اعلیٰ معاشرہ میں ایسے حدود کا تعین کیا جا سکتا ہے۔ کہ عورت اور مرد دونوں مل کر ارتقائے حیات کی گاڑی میں دو پہیوں کی طرح کام کریں۔

مغرب اور اب اس کی ہمنوائی میں مشرق بھی کہتا ہے کہ عورت اگر مردوں کے دوش بدوش کام کر سکتی ہے۔ تو کیوں نہ کرے۔ ہمیں اس امر پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم صرف یہ کہتے ہیں۔ کہ بے شک ایسا ہی کرو۔ مگر عقل سے کرو۔ اس طرح نہ کرو کہ انسان بجائے ارتقاء کے تنزل کی طرف لڑھکتا جائے۔ اور آخر انجام کار انسانیت کی کامل تباہی پر ہو۔

ہم صرف یہ کہتے ہیں۔ کہ معاشرہ کے بڑے بڑے پنڈت جو عورت کو پستیوں سے نکال کر انسانی بلندیوں پر قائم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اس حقیقت کو نظر انداز نہ کریں۔ کہ دونوں میں نہ صرف جسمانی فروق ہیں۔ بلکہ ان جسمانی فروق کے متوازی ذہنی فروق بھی موجود ہیں۔ اس وقت یورپ میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ اندھا دھند محض جذباتی طور پر ہو رہا ہے۔ اور مشرق بھی اس کے نقش قدم پر چلنا چاہتا ہے۔ یہاں بھی عورتیں اسی طرح اپنے حقوق کے مطالبات کرنے لگی ہیں جس طرح یورپ میں کیا جاتا رہا ہے۔

عورتوں کے واقعی حقوق ہیں۔ جیسے کہ مردوں کے حقوق ہیں۔ مگر ہمیں محض ”حقوق حقوق“ کی رٹ نہیں لگانی چاہیئے۔ بلکہ ان حقوق کا سائنٹیفک طریق سے تعین کرنا چاہیئے۔ ہمیں صرف نفس امارہ کی پیروی نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ نفس لوامہ کا بھی صحیح استعمال کرنا چاہیئے۔ ہمیں جانوروں کی طرح محض جذباتی نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ ہوشمند اور صاحب عقل انسانوں کی طرح سوچنا چاہیئے۔

مذاہب میں سے سب سے پہلے متعین طور پر اسلام ہی ایک مذہب ہے۔ جس نے معاشرہ کے اس نہایت بنیادی مسئلہ پر سائنٹیفک طور پر غور و فکر کی دعوت ہی نہیں دی۔ بلکہ ایسے ٹھوس قابل عمل اصول پیش کئے ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے عورت اور مرد دونوں صحیح معنوں میں معاشرہ کے ارتقاء کو آخری منزل تک پہنچا سکتے ہیں۔ یہ ہمارا دعویٰ ہے۔ تمام مسلمانوں کا یہ دعویٰ ہے۔

اسلام سے پہلے اور بعد میں بھی دنیا میں ایسی عورتیں ہوئی ہیں جنہوں نے بڑے بڑے عظیم کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔ مگر ہم یہاں جو کچھ عرض کر رہے ہیں۔ وہ ایسی استثنائی مثالوں کے متعلق نہیں ہے۔ یہ ہوتا رہا ہے۔ اور آئندہ بھی ہوگا۔ ہمارا یہاں مطلب یہ معلوم کرنا ہے۔ کہ وہ کیا قابل عمل اصول ہیں۔ جو عورت اور مرد کے قدرتی فروق کو مدنظر رکھتے ہوئے معلوم کرنے چاہئیں۔ جن سے معاشرہ کی گاڑی کو انسانیت کی شاہراہ پر پیچھے نہیں بلکہ آگے دھکیلا جا سکے۔ تاکہ ایک منزہ اور متوازن معاشرہ کی بہشت دستیاب ہو سکے۔

اعلان امتحان زیر انتظام لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے شعبہ تعلیم کے ماتحت امتحان کے لئے کتاب ”نبیوں کا سردار“ مقرر کی گئی ہے۔ براہ مہربانی اپنی اپنی لجنہ کی ممبرات کو اس امتحان میں زیادہ سے زیادہ شامل کرنے کی کوشش کر کے امتحان دینے والی ممبرات کے نام دفتر لجنہ اماء اللہ کو ارسال کریں۔ امتحان کی تاریخ ۲۵ ستمبر مقرر کر دی گئی ہے۔ اب تک بہت کم لجنات کی طرف سے امتحان دینے والی ممبرات کے نام موصول ہوئے ہیں۔

اس امتحان میں شامل ہونے والی ممبرات میں سے اول آنے والی بہن کو مندرجہ ذیل کتب بطور انعام دی جائیں گی۔ (۱) سیر روحانی (۲) سیرۃ خیر الرسل (۳) اسلامی نظریہ۔ دوئم آنے والی کو سیرت خیر الرسل و اسلامی نظریہ۔ سوئم آنے والی کو سیرت خیر الرسل

(سیکرٹری شعبہ تعلیم لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

قرارداد تعزیت

ہم جملہ اراکین مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ حضرت اماں جی حرم حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ۔ حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحب مبلغ افریقہ۔ مکرم ماسٹر محمد حسن صاحب آسان مرحوم اور حضرت مولانا مولوی عبد المغنی خان صاحب کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و الم کا اظہار کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سلسلہ کے ان دیرینہ خادموں کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ اور لواحقین و پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (معتمد)

درخواست دعاء

میرے بعض رشتہ دار ایک مقدمہ میں ماخوذ ہیں۔ بزرگان سلسلہ اور صحابہ کرام جلد از جلد اور باعزت بریت کے لئے دعا فرمائیں۔

(نذیر احمد رہان جامعۃ المبشرین ربوہ)

ولادت مسیح علیہ السلام کے متعلق قرآنی بیان کی عظمت

"رُطَباً جَنِیّاً" کے الفاظ میں عیسائی دنیا کی ایک تاریخی غلطی کا ازالہ

از جناب شیخ عبدالقادر صاحب لائل پور
(ماخوذ از "الفرقان")

قرآن مجید کا دعوےٰ ہے کہ یہ کتاب خدائے علیم و خبیر کی طرف سے اہل کتاب کے اختلافات کے لئے حکم بن کر آئی ہے فرمایا:-

ان هذا القرآن یقص علیٰ بنی اسرائیل اکثر الذی هم فیه یختلفون وانه لهدیً ورحمة للمومنین (النحل ۳۶)

یہ قرآن بنی اسرائیل پر بہت سی وہ باتیں بیان کرتا ہے۔ جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ اور یہ کتاب یقیناً مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

دوسری جگہ فرمایا:-

وما انزلنا علیك الکتٰب الا لتبین لهم الذی اختلفوا فیه وهدیً ورحمة لقوم یومنون (النحل ۶۴)

اور ہم نے تجھ پر یہ کتاب اس لئے نازل کی ہے۔ کہ تو ان کے سامنے وہ باتیں کھول کر بیان کرے۔ جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ اور وہ ان لوگوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے جو ایمان لاتے ہیں

اس دعوے کی تصدیق کے لئے جب ہم اسرائیلی صحائف اور عیسائی لٹریچر کا قرآن مجید سے مقابلہ اور موازنہ کرتے ہیں۔ اور پھر تاریخ عالم الکشافات اثریہ اور مختلف علوم کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ تو قرآن مجید کے دعاوی کی صداقت اور حقیقت آفتاب نصف النہار کی طرح ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور جویائے علم و حکمت کی روح قرآنی محور کے گرد گھومتی ہوئی پکار اٹھتی ہے ؎

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

قرآن مجید نے جہاں بنیادی امور میں عیسائیت سے اختلاف کیا۔ اور صحیح عقائد اور واقعات کی طرف دنیا کی توجہ مبذول کی وہاں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی ولادت کے متعلق بھی اصل واقعات پیش کرکے ان غلط اور مختلف فیہ روایات کی تغلیط کر دی۔ جو عیسائیت میں شائع و رائج ہیں:-

سورۂ مریم میں حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت اور ماموریت کے بیان کے بعد فرمایا۔

ذالك عیسی ابن مریم قول الحق الذی فیه یمترون۔

یہ ہے صحیح واقعہ عیسےٰ ابن مریم کا حق و حقیقت پر مبنی بات جس میں یہ لوگ اختلاف کرتے ہیں۔

(۲) مذکورہ آیات کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن فہمی کا ایک زریں اصول بایں الفاظ پیش کرتے ہیں

"اس جگہ یاد رہے کہ قرآن شریف یہود و نصاریٰ کی غلطیوں اور اختلافات کو دور کرنے کے لئے آیا ہے۔ اور قرآن شریف کی کسی آیت کے معنے کرنے کے وقت جو یہود و نصاریٰ کے متعلق ہو یہ ضرور دیکھ لینا چاہیئے۔ کہ ان میں جھگڑا کیا تھا۔ جس کا قرآن شریف فیصلہ کرنا چاہتا ہے۔ اب اس اصول کو مدنظر رکھ کر بڑی آسانی سے ایک منصف مزاج (قرآنی بیان) کی حقیقت کو سمجھ سکتا ہے"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۸۶)

(۳) مثال کے طور پر ہم یہاں ولادت مسیح کے متعلق قرآنی بیان درج کرتے ہیں اور پھر عیسائیوں کی مختلف فیہ روایات سے اس کا مقابلہ کرکے یہ حقیقت آپ کے سامنے لانا چاہتے ہیں۔ کہ قرآنی بیان اپنی واقعیت اور اصلیت کے اعتبار سے اہل کتاب کی مختلف فیہ روایات کے سمندر میں روشن کشتی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور ہمیں گمراہ ہونے سے بچاتا۔ اور منزل مقصود پر پہونچاتا ہے۔ سورۂ مریم میں وارد ہوا:

فحملته فانتبذت به مکاناً قصیاً۔ فاجاءها المخاض الیٰ جذع النخلة قالت یلیتنی مت قبل هذا وکنت نسیاً منسیا۔ فناداها من تحتها الا تحزنی قد جعل ربك تحتك سریاً۔ وهزی الیك بجذع النخلة تسقط علیك رطباً جنیاً۔ فکلی واشربی وقری عیناً۔

پس مریمؑ اسے حمل میں لینے کے بعد لوگوں سے الگ ہو کر ایک بعید جگہ کو چلی گئیں۔ پھر انہیں دردِ زہ (کا اضطراب) کھجور کے ایک درخت کے نیچے لے گیا اس نے کہا کاش میں اس سے پہلے مر چکی ہوتی۔ اور میری ہستی کو لوگ یک قلم بھول گئے ہوتے۔ اس وقت ایک پکارنے والے (فرشتہ) نے اسے نشیب سے پکارا کہ "غمگین نہ ہو۔ تیرے پروردگار نے تیرے نیچے کی جانب ایک چشمہ جاری کر رکھا ہے۔ تو کھجور کو ہلا تازہ اور پکے ہوئے پھلوں کے خوشے تجھ پر گرنے لگیں گے۔ پس کھا پی اور آنکھیں ٹھنڈی کر"

(۴) قرآنی بیان کے اس حصہ میں بظاہر ایسی باتیں نظر آتی ہیں۔ جو کہ عام اہمیت کی ہیں۔ لیکن جب ہم پس منظر کے طور پر نصاریٰ کے معتقدات اور ان کی مختلف فیہ روایات کو دیکھتے ہیں۔ تو اس بیان کی تاریخی عظمت روشن سے روشن تر ہو جاتی ہے۔

یہ کون نہیں جانتا کہ کھجور ہلانے سے پکی کھجوریں گرا ہی کرتی ہیں۔ لیکن واقعہ کا یہ گوشہ بھی قرآن مجید نے بیان کر دیا۔ ولادت کے وقت دردِ زہ کا ذکر بھی بظاہر ایک عام بات ہے۔ دوسری طرف اسی تسلسل میں آگے چل کر واقعہ کی کئی کڑیاں چھوڑ دی گئی ہیں۔ اور ولادت کے واقعہ کے معاً بعد حضرت مسیحؑ کے دعوے ماموریت کے بعد کے واقعات سامنے لائے گئے ہیں۔ اس اسلوب کو دیکھ کر معترض کے دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بعض چھوٹی چھوٹی باتیں بیان کر دی گئی ہیں۔ اور بعض جگہ واقعہ کے تسلسل کی درمیانی کڑیوں کو چھوڑ دیا گیا ہے اس میں آخر کیا حکمت ہے۔

اس مشکل کا حل صرف اس کلیدی اصل سے ہو سکتا ہے۔ جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توجہ دلائی ہے۔ کہ جس قوم کے متعلق قرآنی بیان وارد ہوا ہو۔ دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ اس قوم میں اس واقعہ کی کونسی صورت رائج ہے۔ کیونکہ قرآنی مشن یہ ہے کہ سلسلہ نبوت کے متعلق تاریخ عالم میں جو غلطیاں رواج پا گئی ہیں۔ یا جو اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ ان کا ازالہ یا فیصلہ کر دیا جائے۔ اس سلسلہ میں بعض چھوٹی چھوٹی باتیں بیان کرنا ضروری تھیں۔ جن کے باعث لوگ غلط عقائد اور باطل روایات میں الجھے ہوئے تھے۔ اور بعض ایسی باتیں نظر انداز کرنے کے قابل تھیں۔ جن کے گرد ظنیات اور باطل خیالات کا جال بُنا نہیں گیا۔ اس اصول کے پیش نظر قرآنی اسلوب و طریق یہ ہے کہ سلسلہ نبوت کی طرف جو غلط روایات منسوب ہو گئی ہیں۔ یا تو ان کی واضح تردید کر دی جاتی ہے۔ یا پھر واقعہ کی اصل صورت بیان کرکے یہ اشارہ کر دیا جاتا ہے۔ کہ وہ قصے باطل ہیں۔ جو اس کے علاوہ مشہور ہیں۔ اس نقطۂ نظر سے ولادت مسیحؑ کے متعلق مذکورہ قرآنی بیان کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے نصاریٰ کے معتقدات اور اختلافات روایات کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔ اس صورت میں قرآنی بیان کی اہمیت صداقت اور حکمت مبرہن ہو کر سامنے آ جاتی ہے

(۵) ولادت مسیح کے واقعات کے سلسلہ میں قرآنی بیان یہ ہے کہ پھل حاصل کرنے کے لئے حضرت مریمؑ کو کھجور کی شاخیں ہلانا پڑیں۔ اور نشیبی چشمے کی طرف غیب سے راہ نمائی ہوئی۔ لیکن عیسائی روایات میں لکھا ہے کہ مسیحؑ کے اشارہ سے مریمؑ کے قدموں پر درخت جھک گیا۔ اور پانی بھی ظاہر ہو گیا۔ چنانچہ مسیحی روایات میں یہ واقعہ ہمیں بایں الفاظ ملتا ہے۔ جب یوسف نجار اور مریم مسیحؑ کو ولادت کے بعد مصر لے گئے۔ تو وہاں پہونچکر

"تیسرے دن مریم نے ایک کھجور کا درخت دیکھ کر اسکے نیچے آرام کرنا چاہا۔ اور جب وہ وہاں بیٹھ گئی۔ تو درخت کو دیکھ کر کہا کہ میں پھل چاہتی ہوں یوسف نے جواب دیا۔ مجھے تعجب ہے۔ کہ تو ایسا کہتی ہے۔ کیونکہ درخت بہت اونچا ہے۔ میں تو پانی کی فکر میں ہوں۔ اس لئے کہ ہمارے پاس پانی بہت کم بچا ہے۔ پھر یسوع نے جو مریم کی گود میں تھا۔ چہرے سے خوشی ظاہر کی۔ اور کھجور کے درخت کو حکم دیا۔ کہ اپنے پھل اس کی ماں کو دے دے۔ پس درخت مریم کے پاؤں تک جھک گیا۔ اور اس نے اس سے اتنا توڑا جتنا اس نے چاہا۔ اس کے بعد یسوع نے درخت کو سیدھا ہو جانے کا حکم دیا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو پانی اس کی جڑ میں

(باقی دیکھیں ص۸ پر)

گونگے اور بہرے بچے

(از مکرم محمد حسین صاحب گلزار کشمیری)

ہر ملک کی آبادی کا کچھ حصہ ایسے افراد پر مشتمل ہوتا ہے۔ جو کہ محض بہرہ ہونے کی وجہ سے ماحول سے کٹا ہوا ہوتا ہے۔ ان کا بہرہ پن خواہ موروثی ہو، پیدائشی ہو یا کسی بیماری یا حادثہ کی وجہ سے ہو، ہر حالت میں نتائج ایک سے ہوتے ہیں۔ ایک بڑا نقص جو کسی بچہ میں بہرہ ہونے کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ وہ قوت گویائی کا سلب ہو جانا ہے مستقل طور پر چونکہ وہ کوئی آواز نہیں سن سکتے اور نہ ہی آوازوں کی شکلوں کا تصور ان کے ذہن میں آ سکتا ہے۔ اسلئے وہ بولنے اور ان آوازوں کو دہرانے پر قادر نہیں ہو سکتے۔ بچے ہمیشہ جو سنتے ہیں۔ وہی بولتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہرے بچے کچھ نہیں سن پاتے۔ اسلئے کچھ نہیں بول پاتے۔

جس قدر بھی کسی ملک میں بہرے اور گونگے بچے ہیں۔ ان میں تقریباً ۹۰٪ ایسے ہیں جن کی زبان میں جسمانی طور پر کوئی نقص نہیں ہے۔ وہ صرف بہرے ہوتے ہیں۔ مگر نہ سننے کی وجہ سے بول نہیں سکتے۔ ان کو بولنا سکھایا جا سکتا ہے اس کے لئے ہر ترقی یافتہ ملک میں سکول قائم ہیں ایسے بچوں کو گونگا کہنا درست نہیں ہے۔ یہ صرف بہرے ہیں۔ اور اسی وجہ سے بولنے سے محروم ہیں۔ اسکے علاوہ وہ دوسروں کے مافی الضمیر کو کماحقہٗ سمجھ نہیں سکتے اور نہ ہی اپنے مافی الضمیر کو ادا کر سکتے ہیں۔ یہ ایک ایسا نقص ہے۔ جو کہ زندگی کے ہر شعبہ میں خواہ وہ دینی ہو یا دنیاوی / اخلاقی ہو یا معاشرتی / علمی ہو یا فنی اثر انداز ہوتا ہے۔ اور وہ ہر پہلو میں معیار سے گرا ہونے کی وجہ سے ماحول سے کٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ زندگی ان کے لئے اجیرن ہوتی ہے۔ وہ بیچارے طور پر معذور اور مجبور ہوتے ہیں۔ ان کا ہر فعل قابل رحم ہوتا ہے۔ ایسے بچوں کی پرورش والدین کے لئے امتحان ہوتی ہے۔ ایسے بچوں کی تعلیم و تربیت خلق خدا کی خدمت اور رضائے الٰہی کا وسیلہ ہے۔

جیسا کہ بتایا گیا ہے۔ ان بہرے بچوں میں اکثریت ایسی ہے، جن کی پیدائش نہایت صحت مند ہوئی، بعد میں کسی بیماری یا دیگر جسمانی نقص کی وجہ سے بہرہ پن شروع ہو گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی پرورش میں عدم علم کی وجہ سے بہرے پن کی روک تھام نہ ہو سکی۔ اور وہ نقص ابتداء سے انتہا تک پہنچ کر زندگی کو اور ہی طرف موڑ کر لے گیا۔ والدین کو اس وقت پتہ لگا۔ جب پانی سر سے گذر چکا تھا۔ مگر پھر پچھتائے کیا ہووت ہے۔ جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ وہ اچھے بھلے تھے۔ اب ہمیشہ کے لئے دنیا سے کٹ گئے دنیا کی کوئی طاقت اب ان کے اس نقص کو رفع نہیں کر سکتی۔ اور وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی بجائے دوسروں کا محتاج بن کر رہ گئے۔ ذیل میں جسمانی طور پر بہرے پن کی چند ایک وجوہات لکھی جاتی ہیں۔ امید ہے کہ احباب کے لئے مفید ہوں گی۔

یاد رہے کہ چودہ سال سے کم عمر کے بچوں کا بہرہ ہونا بڑوں سے زیادہ نقصان دہ ہے۔

بہرے پن کی وجوہات کو سمجھنے کے لئے کان کی بناوٹ کا مختصر مگر سیدھے سادھے الفاظ میں بتا دینا ضروری خیال کرتا ہوں۔ ہمارے کان کے تین حصے ہیں۔ بیرونی درمیانی اور اندرونی۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل شکل سے ظاہر ہے (شکل مضمون کے آخر میں صفحہ ۵ پر ملاحظہ فرمائیں)

بیرونی حصہ میں Andatory Canal اور ایک کان کا پردہ ہے اندرونی حصہ میں خلا ہے۔ اور اس میں تین ہڈیاں معلق ہیں۔ اور دیواروں کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں۔ ان میں جنبش ہوتی رہتی ہے۔ اندرونی حصہ میں گونگا پن ہے۔ ایک Andatary Nerves ہے۔ گونگے میں بے شمار بال ہیں۔ جو آواز کو بڑھاتے ہیں۔ اور اس غدود کے ذریعہ دماغ تک پہنچاتے ہیں۔

اب بہرے پن کی وجوہات کا بیان کرنا زیادہ آسان ہو گیا ہے۔

۱۔ بیرونی کان میں جو نالی اور پردہ ہے اس کی اندرونی جلد ایسے نرم پٹھے سے بنی ہوئی ہے۔ جو کہ ہمیشہ تر رہتا ہے اس میں سے [illegible] رنگا رنگی قسم کی میل پیدا ہونے کی خاصیت ہے۔ اسی میل کی کمی اور بیشی نقصان کا موجب ہے بعض دفعہ کسی اندرونی وجہ سے جب یہ میل کافی مقدار میں خارج ہوتی ہے۔ تو پردے کے سامنے ایک اور تہ بننا شروع ہو جاتی ہے۔ جو آواز کو کان کے پردے تک جانے نہیں دیتی۔ کچھ عرصہ کے بعد ایسی سخت ہو جاتی ہے۔ کہ اس کا اترنا ناممکن سا بن جاتا ہے۔

۲۔ بعض دفعہ اسی میل (Wax) کی وجہ سے کان کے پردے اور نالی میں اُولی لگ جاتی ہے۔ اور اس کا اثر کان کے نازک پردہ پر زیادہ خطرناک ہوتا ہے اگر کچھ عرصہ کے بعد اس کو نکلوایا نہ جائے تو پردہ میں سوراخ ہونے کا خطرہ ہے

۳۔ نالی میں مواد جمع ہو جاتا ہے۔ یا کسی وجہ سے زخم ہو جاتا ہے، جو بھر جاتا ہے اس میں پیپ پیدا ہو جاتی ہے۔ جب وہ پھٹتا ہے تو درد کے علاوہ وہ پیپ اندر کی طرف اور باہر کی طرف جاتی ہے۔ باہر سے تو خارج ہو جاتی ہے۔ مگر اندر پردے پر اس کا زیادہ بوجھ اس کو گلا دیتا ہے اور اس میں سوراخ کر دیتا ہے۔

۴۔ ٹائیفائڈ یا دوسرے سخت قسم کے بخار سے اس قدر خشکی پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے کان کا یہ میل خشک ہو کر جم جاتا ہے اور مزید [illegible] بند ہو جاتا ہے۔ پردہ سکڑ کر اکڑ جاتا ہے حتّٰی کہ ناکارہ ہو جاتا ہے

۵۔ درمیانی کان جو خلا ہے۔ اس میں ہوا ہوتی ہے۔ جو پردے اور ہڈیوں کا توازن قائم رکھتی ہے۔ اس توازن کو قائم رکھنے کے لئے ایک نالی گلے سے نکلکر درمیانی کان میں جاتی ہے۔ ناک کی نالی بھی اسی مقام پر گلے میں ملتی ہے۔

اب اگر کسی وجہ سے یہ کان کی نالی بند ہو جائے یا پیدائشی طور پر بند ہو تو درمیانی کان کا توازن قائم نہ رہے گا۔ اور پردے اور ہڈیاں ہوا کا دباؤ کم ہونے کی وجہ سے اندر کو کھنچ آئیں گے۔ جس سے پردے اور ہڈیوں کی جنبش بند ہو جائے گی۔ اور اس طرح پر بہرہ پن پیدا ہو جائے گا۔

وقف کر راہِ خدا میں صبح و شام زندگی

عید قرباں ہے تری خاطر پیامِ زندگی
دیکھ قربانی میں ہے پنہاں مقامِ زندگی

کچھ نہیں اپنی حقیقت اور نہ ہست و بود ہے
بس رضائے یار ہے بہتر دوامِ زندگی

پالیا جس مردِ میداں نے بھی الفت کا یہ راز
ہے وہ اک مردِ خدا۔ پیتا ہے جامِ زندگی

کس قدر پُرلطف ہے مردِ قلندر کی یہ بات
وقفِ پیہم! عزمِ راسخ ہیں دو جامِ زندگی

اے مجاہد اے غلامِ مہدیٔ آخر زماں
وقف کر راہِ خدا میں صبح و شام زندگی

([illegible])

(۶) زکام جب بگڑ جاتا ہے۔ تو کانوں کے لئے عموماً خطرہ کا باعث ہوتا ہے۔ بعض دفعہ اس سے نالی میں سوجن ہو کر منہ بند ہو جاتا ہے۔ اور ہوا کی آمدورفت ختم ہو جاتی ہے۔ اور بعض دفعہ ناک کا تھوڑا اسا مواد اس نالی کے ذریعہ اندرونی کان کے خلا میں چلا جاتا ہے۔ جہاں کچھ عرصہ بعد گل سڑ کر پیپ بن جاتا ہے۔ وہ پیپ اتنا زور کرتی ہے۔ کہ پردے کو پھاڑ کر باہر نکل جاتی ہے۔ اگر ہوشیاری سے اس وقت علاج نہ کیا جائے۔ تو وہ پیپ کان کا ستیاناس کر دیتی ہے۔

(۷) بعض دفعہ پیدائشی طور پر گھونگے کے اندر کے بال کمزور پیدا ہوتے ہیں۔ یا کم پیدا ہوتے ہیں۔ یا بیماری کی وجہ سے اکھڑ جاتے ہیں۔ جس سے باقی کان تو ٹھیک کام کرتا ہے۔ مگر یہ بال جن کو Organs of Contri کہتے ہیں۔ یہ آواز کو اونچا کر کے دماغ تک پہنچانے کا کام نہیں کرتے۔ اور بہرہ پن پیدا ہو جاتا ہے۔ یا بعض دفعہ چوٹ لگنے سے بھی یہ بال اپنی جگہ سے ہٹ جاتے ہیں۔ پھر بھی یہ عارضہ ہو جاتا ہے۔

(۸) دماغ کا وہ حصہ جہاں ہم اس آواز کو ملنے دیتے ہیں۔ یا جہاں ہم سنتے ہیں۔ کسی بیماری کی وجہ سے یا سخت چوٹ کی وجہ سے ماؤف ہو جاتا ہے۔ اس وقت کان کام تو ٹھیک کرتا ہے۔ مگر جس جگہ ہم سنتے ہیں۔ وہ جگہ خراب ہونے کی وجہ سے ہم اس کے غلط معنے حاصل کرتے ہیں۔ یا دیر بعد کرتے ہیں۔ اس طرح پر Centeral deafness کے عارضہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔

یاد رہے کہ بہت کم ایسے بچے ہیں۔ جو لاعلاج ہوتے ہیں۔ اور اکثریت ایسے بہروں کی ہوتی ہے۔ جن کا علاج ممکن ہوتا ہے۔ اس لئے فوری طور پر مایوس ہو جانا اور مرض کو لاعلاج سمجھ کر بیٹھ جانا زیادہ خطرناک ہے۔

بہرے بچوں کے لئے ایک اور خوشکن بات یہ ہے۔ کہ بہت ہی کم بچے ایسے ہوتے ہیں۔ جو کہ مکمل طور پر ڈلیف ہوں۔ باقی تمام کچھ نہ کچھ ضرور سنتے ہیں۔ اکثر ایسے ہیں جو کہ وسل کو سن سکتے ہیں۔ اکثر ایسے ہیں جو گاڑی کے چلنے کی آواز یا وسل کو بخوبی پہچان سکتے ہیں۔ اور تقریباً سب ہوائی جہاز کی آواز کو سن کر آسمان کی طرف دیکھنے لگ جاتے ہیں۔ ایسے بچوں کے لئے Loud speeker کی آواز کا سننا ممکن ہوتا ہے۔ اور تعلیمی زندگی میں جس قدر کوئی بچہ زیادہ سنتا ہوگا۔ اسی قدر اس کی بول چال اور دیگر تعلیمی حالت اچھی ہوگی۔

نقشہ درج ذیل ہے :-

نمازوں کی محافظت اور اہمیت

قرآن کریم میں نماز کا حکم بار بار دیا گیا ہے۔ اور نمازوں کی محافظت کی تاکید کی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ ایمان اور کفر میں نماز کا فرق ہے۔ احادیث میں آیا ہے۔ صحابہ کرامؓ اس شخص کو مسلمان قرار دیتے تھے۔ جو نماز پڑھتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ نماز تمام برکتوں کی کنجی ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ نمازوں کی محافظت کتنی ضروری چیز ہے۔ اور اسلام میں نماز کو کتنی اہمیت حاصل ہے۔

قرآن کریم کے دوسرے پارہ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ (البقرہ پ۲) کہ نمازوں کی خوب محافظت کرو۔ بالخصوص جو کاموں کے درمیان آ جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ فرماتے ہیں:-

"جہاد کا مسئلہ تھا۔ اس میں نماز کا ذکر بظاہر خلاف ترتیب معلوم ہوتا ہے۔ لیکن میرے نزدیک تو اصل ترتیب یہی تھی۔ کہ جہاد کا ذکر ہو۔ کیونکہ اول سے آخر تک یہی بیان چلا جاتا ہے۔ درمیان میں طلاق وغیرہ کے مسائل تو ضرور آ گئے تھے۔ اور صلوٰۃ وسطیٰ کی تاکید اس لئے فرمائی۔ کہ جنگ دوپہر ڈھلنے کے وقت شروع ہوتا تھا۔ اور ظہر و عصر کی نماز جمع کرنی پڑتی تھی۔ اس لئے اس نماز کی خصوصیت سے تاکید فرمائی۔ کہ جنگی اشغال ہمیں نماز سے نہ روکیں۔" (درس القرآن صفحہ ۹۸) نیز حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ نے فرمایا ہے:-

"ایک صوفی نے اس آیت پر ایک نکتہ لکھا ہے۔ وہ یہ کہ اللہ نے جہاد کے بیان میں خانہ داری کے امور کا بیان کرتے کرتے نماز کا بھی ذکر کر دیا۔ گویا یہ سمجھایا۔ کہ جیسا ہم نے ان جہاد کے مسئلوں کے درمیان طلاق وغیرہ کے ضروری مسئلے بیان کر دیئے۔ اسی طرح تم بڑے بڑے ضروری کاموں میں نماز کو درمیان رکھ لیا کرو۔ اور اسے قضا نہ کر دینا۔" (درس القرآن صـ۹۹)

عہدیداران جماعت کو چاہیئے۔ کہ نماز کی محافظت اور نماز کی اہمیت کو پیش نظر رکھیں۔ اور احباب جماعت کو نماز سے غافل ہونے سے بچائیں۔

(ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

بیرونی حصہ
کان کی نالی
درمیانی کان
اندرونی کان
پردہ
دماغ کی طرف جانے والی نالی
گھونگا
گلے کی طرف جانے والی نالی

لاپتہ بچہ

میرا لڑکا نعیم احمد عمر تقریباً پندرہ سال متعلم جماعت نہم ۵۵/۸/۲۷ کی شام سے لاپتہ ہے۔ حلیہ رنگ گندمی۔ چہرے پر کوئی پھنسیوں کے نشان۔ بوقت گمشدگی نیلی بوشرٹ سفید پاجامہ اور پاؤں میں سیاہ بوٹ پہنے ہوئے تھا۔ سر سے ننگا تھا۔ اگر کوئی صاحب اس کو دیکھے۔ تو اس کو اپنی حفاظت میں لے لے۔ اور خاکسار کو حسب ذیل پتہ پر اطلاع دے کر مشکور فرما دے۔ ربوہ۔ لاہور۔ ملتان اور کراچی کے احباب خاص طور پر خیال فرمائیں۔

(شیخ) محمد حسین (صدر حلقہ سلطان پورہ لاہور) مکان ۱۰ محمد کریم شریف کا چھوٹوپورہ۔ عمارت نگر لاہور۔

دعائے نعم البدل

میرے بھائی راجہ عبدالعزیز خاں صاحب کارکن جامعۃ المبشرین کا چھوٹا بچہ کچھ عرصہ بیمار رہ کر مورخہ ۵۵/۸/۲۷ کی صبح دس بجے اپنے مولا حقیقی سے جاملا ہے۔ احباب جماعت و بزرگان سلسلہ کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے والدین اور دیگر اقرباء کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے۔ خاکسار محمد عبداللہ خاں آف راجوری

درخواست ہائے دعا

(۱) میں دینی اور دنیوی مشکلات میں مبتلا ہوں۔ احباب دعاؤں میں یاد فرمائیں۔ حکیم سعد اللہ خاں سوکالوی موضع چوہڑ کانہ گاؤں۔

(۲) میری والدہ صاحبہ بوجہ جوڑوں کے درد کے بیمار ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کے لئے درخواست ہے۔ خاکسار چودھری ناصر احمد ارشد ریڈر نائب تحصیلدار لیہ ضلع مظفر گڑھ۔

(۳) خاکسار کی اہلیہ بیمار ہے۔ کمزوری بہت ہے اس کی صحت و عافیت کے لئے احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے۔ اقبال محمد خاں لاہور۔

(۴) میرے والد محترم بابو عبدالغنی صاحب امبالوی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ لودھراں Cencer Cheek کی وجہ سے بیمار ہیں۔ تکلیف روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ اور درد اور ورم میں کافی زیادتی ہو گئی ہے۔ تین چار روز سے کچھ Bleeding بھی ہو رہی ہے۔ احباب سے مؤدبانہ درخواست دعا ہے۔ کہ محترم والد صاحب کو خدا تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے جلد صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔
ایم عبدالشکور ایم۔ بی۔ بی۔ ایس سٹوڈنٹ میڈیکل کالج لاہور۔

احباب جماعت اپنا محاسبہ کریں

سفر یورپ پر روانہ ہونے سے پہلے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک پیغام میں احباب جماعت کو تحریک جدید کی طرف متوجہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔

"سو دوستو بڑھو کہ تمہیں ترقی دی جائے گی۔ قربانی کرو کہ تمہیں دائمی زندگی عطا کی جائے گی۔ اپنے فرض کو پہچانو کہ خدا تعالیٰ اس سے بڑھ کر اپنے فرض کو پہچانے گا اور جب وہ وقت آئے گا تو نہ صرف تمہارے گھر برکتوں سے بھر جائیں گے بلکہ ہر وہ گوشت کا لوتھڑا جو تمہارے جسم سے نکلے گا اس کو بھی برکتوں کی چادر میں لپیٹ کر بھیجا جائے گا۔"

ان برکتوں کو حاصل کرنے کے لئے آپ نے تحریک جدید کے مالی جہاد میں جس امداد کا وعدہ کیا تھا کیا آپ اس کو پورا کر چکے ہیں؟ حضور کی ان ہدایات کے پیش نظر اپنا محاسبہ کیجئے۔ اور اگر خدانخواستہ صورت حال برعکس ہے تو اس وقت جس طرح بھی ممکن ہو فوراً اپنا وعدہ ادا کر کے اپنے اخلاص اور محبت کی لاج رکھ لیں۔ کیونکہ قربانی وہی ہوتی ہے جو وقت پر کی جائے۔

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

پتہ جات مطلوب ہیں

(۱) اگر کسی صاحب کو حبیب بخش صاحب موصی ۱۰۸۲۹ کے موجودہ ایڈریس کا علم ہو یا موصی اس اعلان کو پڑھے تو اپنے موجودہ ایڈریس سے دفتر ہذا کو مطلع فرمائے تا کہ ان سے ساتھ ان کی وصیت کے بارے میں خط و کتابت کی جا سکے۔

(۲) اگر کسی صاحب کو سید بشیر احمد صاحب وصیت ۱۱۳۲۴ کے موجودہ ایڈریس کا علم ہو یا سید بشیر احمد صاحب اس اعلان کو خود پڑھیں تو اپنے ایڈریس سے دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں تا کہ ان سے ساتھ وصیت کے بارے میں خط و کتابت کی جا سکے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

دعائے مغفرت

(۱) بیگم بی بی صاحبہ والدہ عبد الجبار صاحب بٹ عمر ۷۵ سال ۱۹/۸/۵۵ بروز جمعہ بوقت پونے ۹ بجے صبح اس دنیا سے رخصت ہو گئی ہیں۔ تمام احمدی احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔

خواجہ عبد الجبار بٹ تلونڈی سنگھ ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ

(۲) مولوی عبد الرحمن صاحب دیہاتی مبلغ آبہ کی اہلیہ محترمہ جو نہایت نیک صالح موصی تھیں۔ مؤرخہ ۲۵/۸/۵۵ کو زچگی کے دوران وفات پا گئیں۔ مرحومہ بہت نیک خصال ہونے کے علاوہ علاقوں میں تبلیغی جدوجہد کر کے حق تبلیغ ادا کرتی رہیں۔ احباب کرام ان کی بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں اور جنازہ غائبانہ ادا فرمائیں۔ مولا کریم پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

محمد الدین آبہ ضلع شیخوپورہ

بیرون پاکستان جانے والے احباب کے متعلق

عہدیداران جماعت سے ایک ضروری گذارش

بعض احباب جو بسلسلہ ملازمت یا تجارت وغیرہ بیرونی ملکوں میں جاتے ہیں کو فراہمی چندہ کے نظام سے عدم واقفیت کے باعث اپنے چندوں کی ادائیگی میں کئی دقتیں پیش آتی ہیں اور اس طرح کچھ عرصہ جماعت سے بے تعلق رہنے کے باعث چندوں کا بقایا ان کے لئے تشویش کا موجب ہو جاتا ہے۔ سو اندرون ملک اور بیرونی ملک ہر دو مقامات کے عہدیداروں سے درخواست ہے کہ ایسے دوستوں کا پتہ لگنے پر وہ براہ مہربانی انہیں دفتر وکیل المال تحریک جدید سے خط و کتابت کرنے کی تاکید فرمائیں۔ اور اگر عہدیداران کے لئے ممکن ہو تو وہ ایسے احباب کے پتے براہ راست دفتر ہذا کو بھجوا کر عند اللہ ماجور ہوں۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اپنے تبلیغی ممالک بیرون کے ذریعہ ان احباب کی صحیح راہنمائی کے قابل ہو سکیں گے۔

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

الحاج حکیم مولوی فضل الرحمن صاحبؓ کی وفات پر

کارکنان صیغہ لنگر خانہ ربوہ کی طرف سے قرارداد تعزیت

ہم جملہ کارکنان صیغہ لنگر خانہ کو اپنے ہمدرد اور خیر خواہ افسر الحاج حکیم فضل الرحمن صاحبؓ کی وفات سے جو صدمہ ہوا ہے مرحوم سے ہمارا بحیثیت رفیق کار ہی تعلق نہیں تھا۔ بلکہ اس لحاظ سے بھی تعلق تھا کہ وہ ہمارے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک جاں نثار مبلغ تھے۔

پس ان کی رحلت سے ہمارا افسر ہی ہم سے جدا نہیں ہوا بلکہ سلسلے کا ایک کامگار سپاہی شہادت پا گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کا خود سہارا اور نگہبان ہو آمین۔ ہم ان کے غم و صدمہ میں شریک ہیں۔

ہم ہیں اندوہگین کارکنان لنگر خانہ ربوہ

درخواستہائے دعا

(۱) خاکسار نے اپنے گاؤں میں دار التبلیغ جاری کیا ہے اس لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ خود غیب سے ایسے اسباب پیدا کر دے کہ خاکسار اپنے ارادہ میں کما حقہٗ کامیاب ہو۔ اور ہمارے گاؤں کے گرد و نواح میں خدا تعالیٰ کے مامور کی جماعتیں قائم ہو جائیں۔ صداقت احمدیت کے متعلق ۲/ آنہ کے ٹکٹ بھیج کر لٹریچر مفت طلب کریں۔ (چوہدری) سردار خاں احمدی

پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ موہلنکی براستہ اکال گڑھ ضلع گوجرانوالہ

(۲) برادرم حمید احمد کافی عرصہ سے دوروں کی مرض میں مبتلا ہے۔ احباب کرام کی دعاؤں سے اب خدا تعالیٰ کے فضل سے پہلے کی نسبت کافی افاقہ ہے۔ بزرگان سلسلہ و احباب کرام کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ رانا محمد دین گول بازار ربوہ

(۳) خاکسار آجکل چند خانگی امور اور مالی پریشانیوں میں مبتلا ہے۔ تمام احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ خاکسار کو ان مشکلات سے نجات عطا فرمائے۔ آمین۔ محمد اکبر فضل تلونڈی سنگھ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ

(۴) میرے والد ملک میر محمد صاحب آف کوٹ مشہر گکے زئیاں کافی عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں اور اس وقت لاہور زیر علاج ہیں۔ بہت کمزور ہو چکے ہیں۔ بزرگان سلسلہ درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔ ملک عبد العظیم خان ٹھیکیدار

(۵) مکرمی ڈاکٹر عبد الرشید صاحب چوہدری سول ہسپتال ننکانہ صاحب جو کہ نہایت ہی مخلص احمدی ہیں کے ہاں چوری ہو گئی ہے جس میں بہت سا مالی نقصان ہوا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس نقصان کی تلافی فرمائے۔ نیز خاکسار بھی بعض مشکلات میں پیش ہیں مجھے بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ محمد علی زعیم انصار اللہ کرچہ احمدیہ ننکانہ صاحب

چندہ سالانہ اجتماع کی ادائیگی ہر خادم کے لئے ضروری ہے

نائب معتمد
مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

مودودی صاحب سے چند سوالات

جماعت اسلامی کے مجدد بانی اور امیر شریعت حضرت مولانا مودودی اور ان کے مقلدین نے قیام حکومت الٰہیہ اور نظام اسلامی کی ترویج و اشاعت کے اعلانات کا غلغلہ کچھ اس انداز سے بلند کیا ہے کہ عامۃ المسلمین میں اس سے حیرت اور تعجب کی لہر دوڑ گئی ہے۔ ان اسلامی اعلانات کی تکرار اور تسلسل سے محسوس ہوتا ہے کہ ان سے پہلے نہ حکومت الٰہیہ کبھی قائم تھی نہ کبھی ورثہ نے نظام اسلامی کے نفاذ و ترویج کی کوشش کی تھی۔ ان مطالبات کی تبلیغ کے لئے پروپیگنڈے کے جن ذرائع اور وسائل سے یہ جماعت کام لے رہی ہے انہوں نے حال ہی میں ایسا جارحانہ رخ اختیار کر لیا ہے۔ کہ اس سے نہ کوئی باشعور مسلمان اتفاق کر سکتا ہے۔ نہ جمہوریت پسند شہری ان بزرگان ملت نے حکومت الٰہیہ کے قیام کے لئے دستخطوں کی جو مہم علامہ مشرقی کی تقلید میں چلا رکھی ہے۔ نیز شہروں کے چوراہوں اور نکڑوں پر کھڑے ہو کر خاموش تبلیغ کا جو انداز اختیار کیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حکومت الٰہیہ کے ان داعیوں اور شریعت حقہ کے ان مبلغوں نے زمین پر خدا کی حکومت قائم کرنے کے لئے وہی تکنیک اختیار کر رکھی ہے جو ۱۹۳۰ء کے جرمنی میں ہٹلر کی نازی پارٹی اور ۱۹۲۱ کے اٹلی میں مسولینی کی فاسسٹ جماعت نے اختیار کی تھی۔ درحقیقت یہ نعرے اس قدر مبہم اور یہ مطالبے اس قدر ذومعنی ہیں کہ ان کو سن کر سیاسی شعور اور اسلامی بصیرت رکھنے والے طبقہ کے ذہن میں بے ساختہ چند سوال پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں ہم حضرت مولانا مودودی صاحب کی خدمت میں چند سوالات پیش کرتے ہیں اس امید کے ساتھ کہ جس اخلاص کے ساتھ یہ استفسارات کئے گئے ہیں۔ اسی صدق دلی اور خلوص کے ساتھ حضرت مودودی صاحب ان کے جوابات بھی مرحمت فرمائیں گے

نمبر ۱۔ قیام حکومت الٰہیہ کے مطالبہ کے یہ معنے ہیں کہ اب تک حکومت الٰہیہ معطل ہے اور یہ کائنات کسی غیر الٰہی قوت کے بل بوتے پر قائم ہے؟ کیا یہ نظریہ درست

نمبر ۲۔ اگر قیام حکومت الٰہیہ کے معنی نظام اسلامی کے قیام و استحکام کے ہیں۔ تو بے ساختہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلامی نظام حکومت سے کیا مراد ہے؟

نمبر ۳۔ کیا اسلام کسی معاشرہ کا داعی ہے یا کسی مخصوص نظام حکومت کا نقیب، اور کیا معاشرہ مقدم ہے یا نظام حکومت؟ یعنی پہلے کوئی سوسائٹی وجود میں آتی ہے یا کوئی نظام حکومت قائم کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ دنیا کا کوئی ماہر عمرانیات نظام حکومت کو معاشرہ پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ کیونکہ انسانی تاریخ انسانی شاہد ہے۔ اور فلسفۂ اجتماع کی رو سے یہ حقیقت ثابت شدہ ہے کہ پہلے ایک معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ پھر حکومت کی بنیاد پڑتی ہے۔ مولانا مودودی بتائیں گے کہ وہ اپنے خیالی معاشرہ کو وجود میں لانے سے قبل کس طرح اپنے تصور کے نظام حکومت کو وجود میں لا سکتے ہیں

نمبر ۴۔ اسلام دنیا کے تمام مذاہب اور نظام ہائے اخلاق کی طرح انفرادی اور اجتماعی زندگی کا ایک اخلاقی اور سماجی نصب العین ہے جب اس نصب العین کو منظم قوانین و ضوابط کے سانچے میں ڈھالا جاتا ہے۔ تو شریعت وجود میں آتی ہے۔ شریعت کی حدود میں داخل ہوتے ہی اسلام مختلف فقہی مذاہب۔ شیعہ۔ سنی۔ اور اہل حدیث وغیرہ میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ مولانا مودودی کس قسم کے فقہی اور شرعی نظام کو اپنی مجوزہ حکومت کا دستوری اور آئینی ڈھانچہ بنائیں گے۔

نمبر ۵۔ قرآن مجید میں صالحین کی جو تعریف کی گئی ہے۔ وہ عام اور غیر مشروط ہے لیکن جماعت اسلامی کے لٹریچر میں عام طور پر صالحین امت کے ان افراد کو کہا اور سمجھا جاتا ہے۔ جو جماعت اسلامی کے خانہ زاد اور ہمدرد ہوں۔ کیا قرآن مجید کے مقابلہ میں صالحین کی نئی تعریف وضع کرنا اور اس نئی تعریف کو پروپیگنڈہ کے طور پر استعمال کرنا سخت قسم کی نزاکت اور گمراہی نہیں ہے۔

نمبر ۶۔ آپ کی تجویز کردہ حکومت الٰہیہ کس قسم کی حکومت ہوگی۔ خلفائے راشدین کے عہد میں جس قسم کا نظام حکومت رائج تھا۔ وہ

یہ تلقین رواداری ہے یا اعتراف کم ظرفی

(از اخبار الاعتصام ۲ ستمبر)

معاصر نے اپنے مخالفین کے بارہ میں لکھا ہے کہ:۔

"۔۔۔۔۔۔ اپنے گروہی دائرے سے باہر کے کسی آدمی کے لئے حقوق مسلم تو کجا حقوق انسانی تک تسلیم کرنے پر تیار نہیں۔"

یہ لفظ ہمیں اس ترجمان میں پڑھ کر تعجب ہوا جس کی دعوت و تبلیغ کی پوری عمارت ہی علماء کے خلاف عناد و تحقیر کی بنیاد ہموار کرنے پر رکھی گئی ہے اور جس کا سب سے بڑا کارنامہ اگر کوئی ہے تو وہ یہ ہے کہ ایک عرصہ تک اسی ہنگامہ آرائی کے لئے وقف رہا کہ عوام میں علماء کے خلاف نفرت و حقارت کے جذبات پیدا کئے جائیں۔ وہ کون عالم دین ہے جو اس کے مدیر شہیر کے قلم کے وسعت پذیر حملوں کی زد سے بچ سکا ہو۔ مسلم لیگی علماء۔ کانگرسی علماء۔ جمعیۃ علماء ہند کے اہل علم۔ جمعیۃ علماء اسلام کے اکابر غرضیکہ کون سا گروہ ہے جس کی تحقیر ترجمان کے صفحات میں جی بھر کر نہیں کی گئی اور وہ بھی جانتی کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے پیچھے قربانی و جانفروشی کی ایک تاریخ ہے۔ لیکن کیا آج رواداری کا درس دینے والا یہ معاصر اپنی بات کو بھول گیا ہے؟

پھر دل گردہ دیکھئے ان لوگوں کا کہ انہوں نے جواب دینے کا خیال تک کبھی نہ کیا۔ سب سے آخر میں مجلس احرار کا نام آتا ہے۔ اس کی حیثیت یہ ہے کہ نہ اس کا کوئی اخبار ہے نہ دفتر۔ نہ سٹیج ہے نہ عہدیدار۔ حتیٰ کہ اس کا نام تک قانون کی پیہم شدید ضربوں نے صفحۂ ہستی سے محو کر کے رکھ دیا ہے مگر جماعت اسلامی کے شاہ مداروں نے اس مری ہوئی جماعت کو بھی معاف نہیں کیا۔ اس کے خلاف انہوں نے متفقہ طور پر ایک محاذ قائم کر رکھا ہے — کیا جماعت اسلامی کی لغت میں رواداری کا یہی مفہوم ہے کہ خود تو جس کی جی چاہے پگڑی اچھال دے مگر جب اپنی باری آئے تو کسی کو جائز تنقید کی اجازت بھی نہ دے۔ یہ تلقین رواداری ہے یا اعتراف کم ظرفی؟"

بہائی تحریک پر پانچ لیکچر

جماعت احمدیہ کوئٹہ کی درخواست پر مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری پرنسپل جامعۃ المبشرین اس سال موسم گرما میں کچھ عرصہ کے لئے کوئٹہ میں مقیم رہے اور دوران قیام میں آپ نے بابیت اور بہائیت کے متعلق پانچ مقالہ جات ۱۶-۱۷-۱۸-۲۰-۲۱ اگست ۱۹۵۵ء کو کوئٹہ میں پڑھے

ان مقالہ جات کے عنوان تھے (۱) بابی اور بہائی تحریک کی تاریخ (۲) بہائیوں کے عقائد اور تحریک احمدیت (۳) جناب بہاء اللہ کے دعویٰ کی نوعیت (۴) قرآنی شریعت دائمی ہے (قرآنی شریعت کو مختص الزمان قرار دینا غلط ہے) (۵) قرآنی شریعت اور بہائیوں کی مزعومہ شریعت کا موازنہ

حاضرین میں غیر احمدی اصحاب بھی شامل ہوتے رہے اور دو تین بہائی صاحبان بھی آتے رہے۔ مستورات کے لئے پردہ کا انتظام کیا جاتا رہا۔ خیال تو دراصل یہ تھا کہ یہ مقالہ جات بہائی مرکز میں بہائی حاضرین کے سامنے پڑھے جاتے۔ لیکن جماعت بہائی کی مقامی انتظامیہ اس پر رضامند نہ ہوئی۔ ہر مقالہ پڑھنے کے بعد حاضرین کو سوال و جواب کا موقعہ دیا جاتا رہا۔ یہ مقالہ جات بہائی تحریک کو سمجھنے اور اس کی تعلیمات کا اسلامی تعلیمات سے موازنہ کرنے کے لئے نہایت قیمتی معلومات پر مشتمل ہیں ساتھ ہی اہل باب و بہاء کی اصل کتابوں کے حوالہ جات نقل کئے گئے ہیں۔ اس خیال سے کہ ان قیمتی مقالہ جات سے جماعت کے احباب بہتر طور پر اور مستقل فائدہ اٹھا سکیں۔ جماعت احمدیہ کوئٹہ کی درخواست پر ان مقالہ جات کو یکجائی طور پر ایک کتاب کی صورت میں طبع کرانے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ طبع ہونے پر یہ کتاب انشاء اللہ مفت تقسیم ہوگی اور بطور "ریفرنس بک" کے بھی استعمال کی جا سکے گی۔ اور جماعت میں بہائیوں کے متعلق لٹریچر کی کمی کو بطریق احسن پورا کرنے کا موجب ہوگی۔ امید ہے کہ یہ کتاب بہت جلد طبع ہو جائے گی۔ لیکن تھوڑی تعداد میں چھپوائی جا رہی ہے۔ مندرجہ ذیل پتہ پر مل سکے گی۔

مکتبہ الفرقان۔ ربوہ

میاں بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی مراجعت پر

الفضل کا باتصویر خیر مقدم نمبر شائع ہو گا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی سفر یورپ سے واپس تشریف آوری کے تاریخی اور بابرکت موقع پر روزنامہ الفضل کا ایک شاندار باتصویر خیر مقدم نمبر شائع ہو گا (انشاء اللہ تعالیٰ) کوشش کی جا رہی ہے کہ اس نمبر کو بزرگان سلسلہ و احباب کے اہم اور قیمتی مضامین کے علاوہ حضور کے اس سفر سے تعلق رکھنے والی نئی تاریخی تصویر سے بھی اخبار کو مزین کیا جائے۔ اخبار کی ضخامت کم و بیش ۲۴ صفحات پر مشتمل ہو گی۔ اور قیمت ۴ ر فی پرچہ ہو گی۔

چونکہ حضور کی تشریف آوری اب بہت جلد متوقع ہے۔ اس لئے مضمون نگار احباب جلد سے جلد مضامین تحریر فرما کر ادارے کی معاونت فرمائیں۔ مشتہر احباب کو فوراً اس اہم اور تاریخی نمبر کے لئے اپنے اشتہارات بک کرا لینے چاہئیں۔ ورنہ تاخیر کی صورت میں ممکن ہے کہ دفتر تعمیل نہ کر سکے۔

ایجنٹ اصحاب بھی فوراً مطلوبہ پرچوں کی تعداد سے مطلع فرمائیں۔ (مینیجر)

پاکستان کی اقتصادی ترقی حیرت انگیز ہے

لاہور ۵ ستمبر۔ برطانیہ کے ایک ممتاز صحافی اور مؤرخ پروفیسر رش بروک نے کل لاہور کے اخباری نمائندوں سے ملاقات کے دوران میں کہا کہ میں پاکستان کی اقتصادی ترقی کی حیرت انگیز رفتار سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ پروفیسر بروک اپنی اہلیہ کے ہمراہ پاکستان پر کتاب لکھنے کی غرض سے دورہ کر رہے ہیں۔ مسٹر بروک نے کہا کہ دنیا میں کسی ملک نے اتنے کم عرصہ میں ایسی شاندار ترقی نہیں کی۔ انہوں نے خیال ظاہر کیا ہے کہ اقتصادی ترقی اور استحکام سے ملک کے بہت سے سیاسی مسائل بھی حل ہو جائیں گے انہوں نے مزید کہا کہ ابھی پاکستان کو شاہراہ ترقی پر بہت آگے بڑھنا ہے۔ قومی تعمیر کا بہت سا کام کرنا ہے۔

مصر اور اسرائیل نے جنرل برنس کی اپیل منظور کر لی

قاہرہ ۵ ستمبر۔ مصر اور اسرائیل نے غازہ کی سرحد پر جنگ بند کرنے کے لئے اقوام متحدہ کے عارضی صلح کمیشن کے نگران اعلیٰ جنرل برنس کی اپیل منظور کر لی ہے۔ دونوں نے اس ضمن میں نئے حملے سے بچاؤ کا حق محفوظ رکھا ہے اپیل کی منظوری کے بعد کل رات غازہ کی سرحد پر جنگ بند ہو گئی۔ کمیشن نے اعلان کیا ہے کہ طرفین اس بات پر راضی ہو گئے ہیں کہ کمیشن کی طرف سے جنگ کی روک تھام کے سلسلے میں جو حکم جاری کیا جائے گا وہ اسے اپنے ہاں نافذ کریں گے اور اس پر عمل پیرا ہوں گے۔ کل قاہرہ میں مصری حکومت کے ایک ترجمان نے کہا مصر لڑائی بند کرنے کے سابقہ سمجھوتے پر قائم ہے بشرطیکہ اسرائیل بھی اپنے آپ کو اس کا پابند بنائے۔ تل ابیب میں حکومت اسرائیل نے ایک بیان جاری کیا ہے۔ جس میں عارضی صلح کے کمیشن کو یقین دلایا گیا ہے۔ کہ حکومت جنگ بند کرانے کی پوری ذمہ داری لے گی۔ تاہم اعلان میں مصر پر تشدد کے متعدد الزامات عائد کئے گئے ہیں۔

ولادت مسیح کے متعلق قرآنی بیان کی عظمت

(بقیہ صفحہ ۳)

چھپا ہوا ہے ان کو کچھ دیدے۔ چنانچہ ایک چشمہ بہ نکلا اور سب نے خوش ہو کر اس میں سے پیا۔

دوسرے دن جب انھوں نے اس جگہ کو چھوڑا مسیح نے کھجور سے کہا کہ میں تجھے یہ انعام دیتا ہوں کہ تیری شاخوں میں سے ایک شاخ میرے فرشتوں کے ذریعہ میرے باپ کے فردوس میں لے جا کر لگائی جائے گی.... چنانچہ ایک فرشتہ آیا اور اس درخت کی ایک شاخ لے کر اڑ گیا یہ واقعہ متی کی اس انجیل میں لکھا ہے۔ جو کہ "اپاکرفا" میں شامل ہے ایم آر جیمز کی کتاب The Apocryphal New Testament میں انجیل کے ضروری حصوں کا انگریزی ترجمہ شامل ہے (ملاحظہ ہو ص ۷۵-۷۳) اور اس انجیل کی تاریخ پر ایک نوٹ بھی موجود ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم سے یہ انجیل عیسائیوں میں پائی جاتی ہے اور اس کی روایات عوام میں رائج چلی آتی ہیں۔

اس قسم کی اناجیل رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل بھی عیسائیوں میں رائج تھیں خصوصاً عوام میں زیادہ مقبول تھیں چونکہ اناجیل اربعہ میں مسیح کی طفولیت کے مفصل واقعات نہیں ہیں۔ اس خلا کو پُر کرنے کے لئے قدیم روایات کو بنیاد بنا کر حواریوں کے نام پر یہ انجیلیں لکھی گئیں اور دیکھتے دیکھتے عوام میں رائج اور مقبول ہو گئیں۔

عرب کے اہل کتاب کے پاس بھی اسی قسم کی ایک انجیل طفولیتِ مسیح کے نام سے موجود تھی یہ عربی ترجمہ تھا جو کہ بعثتِ نبویؐ سے قبل عرب میں رائج تھا (کتاب مذکور ص ۸۳)

(باقی)

درخواست دعا

چودھری محمد نذیر صاحب (سابق لاہوری) مقیم لائلپور کی صاحبزادی اچانک سخت بیمار ہو گئی ہے۔ احباب درد دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین (محمد یعقوب)

صدمہ

جناب اختر صاحب گوبندپوری کے ہاں ۲۶ اگست کو پہلا بچہ پیدا ہوا لیکن وہ بہ تقدیر الٰہی ۲۸ اگست کو وفات پا گیا۔

ادارہ اس صدمہ میں جناب اختر صاحب سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ احباب بچے کی والدہ کی صحت اور نعم البدل کے لئے دعا فرمائیں

ہمارے مشتہرین سے خط و کتابت کرتے وقت الفضل کا حوالہ ضرور دیا کریں

(بقیہ ص ۲)

مودودی صاحب سے چند سوال

اور عرب کی قبائلی روایات کے عین مطابق سوال یہ ہے کہ پارلیمنٹری جمہوریت برطانوی طرز کی طبقہ وارانہ جمہوریت۔ امریکی طرز کی اور عوامی جمہوریت۔ اشتراکی طرز کی۔ ان تینوں نظاموں میں مولانا مودودی کس نظام کے حامی ہیں۔ کیا وہ ان تینوں جمہوری نظاموں میں سے کوئی نظام پسند کر کے اس پر اسلامی لیبل چپکا دیں گے یا چند سری قبائلی جمہوریت کی طرف رجعت کریں گے یا اسلامی نظام حکومت کی کوئی نئی قسم اختیار کی جائے گی دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس سلسلے میں ان کو قرآن و حدیث کا جواز کس طرح حاصل ہو گا۔ کیا وہ قرآن کی روح اور احکام حدیث تحریف کریں گے اور

نمبر ۷۔ کیا مولانا مودودی نے حکومت الٰہیہ کی اصطلاح اکبر کے دین الٰہی سے تو اخذ نہیں کی ہے امید ہے۔ مولانا یا ان کے کوئی معتقد خصوصی ان سوالات کے جوابات عطا فرما کر شکریہ کا موقع دیں گے۔

(روزنامہ جنگ کراچی یکم ستمبر ۵۵ء)